خطبہ جمعہ

دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے غیر معمولی عظمت رکھنے والے اعجازی واقعات کا روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-
فرمودہ ۲۲ر ستمبر ۲۰۰۰ء ۲۲ر تبوک ۱۳۷۹ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–
أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –
الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –
اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–
﴿هُوَالْحَيُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ .فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾-

(سورۃ المومن:٦٦)

وہی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کے لئے دین کو خالص کرتے ہوئے اسے پکارو۔ کامل تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبولیت دعا کے جو واقعات پیش کئے جا رہے ہیں اس خطبہ میں اسی مضمون کو آگے بڑھایا جا رہا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اس جگہ ایک تازہ قبولیت دعا کا نمونہ جو اس سے پہلے کسی کتاب میں نہیں لکھا گیا ناظرین کے فائدہ کے لئے لکھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ مع اپنے بھائیوں کے سخت مشکلات میں پھنس گئے تھے۔ منجملہ ان کے یہ کہ وہ ولی عہد کے ماتحت رعایا کی طرح قرار دئے گئے تھے اور انہوں نے بہت کچھ کوشش کی مگر ناکام رہے اور صرف آخری کوشش یہ باقی رہی تھی کہ وہ نواب گورنر جنرل بہادر بالقابہ سے اپنی دادرسی چاہیں اور اس میں بھی کچھ امید نہ تھی کیونکہ ان کے برخلاف قطعی طور پر حکّام ماتحت نے فیصلہ کر دیا تھا۔ اس طوفان غم و ہم میں جیسا کہ انسان کی فطرت میں داخل ہے انہوں نے صرف مجھ سے دعا کی ہی درخواست نہ کی بلکہ یہ بھی وعدہ کیا کہ اگر خدا تعالیٰ ان پر رحم کرے اور اس عذاب سے نجات دے تو وہ تین ہزار روپیہ بعد کامیابی کے بلا توقف لنگر خانہ کی مدد کے لئے ادا کریں گے۔ چنانچہ بہت سی دعاؤں کے بعد مجھے یہ الہام ہوا کہ "اے سیف اپنا رخ اس طرف پھیر لے"۔ تب میں نے نواب محمد علی خان صاحب کو اس وحی الٰہی سے اطلاع دی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور صاحب بہادر وائسرائے کی عدالت سے ان کے مطلب اور مقصود اور مراد کے موافق حکم نافذ ہو گیا۔ تب انہوں نے بلا توقف تین ہزار روپیہ کے نوٹ جو نذر مقرر ہو چکی تھی مجھے دے دئے اور یہ ایک بڑا نشان تھا جو ظہور میں آیا"۔

(چشمۂ معرفت روحانی خزائن جلد ۲۳ صفحہ ۳۲۸، ۳۲۹)

ایک اور موقعہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بیان فرمایا کہ:

"دیکھو پچھلے دنوں میں مبارک احمد کو خسرہ نکلا تھا۔ اس کو اس قدر کھجلی ہوتی تھی کہ وہ پلنگ پر کھڑا ہو جاتا تھا اور بدن کی بوٹیاں توڑتا تھا۔ جب کسی بات سے فائدہ نہ ہوا تو میں نے سوچا کہ اب دعا کرنی چاہئے۔ میں نے دعا کی اور دعا سے فارغ ہی ہوا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کچھ چھوٹے چھوٹے چوہوں جیسے جانور مبارک احمد کو کاٹ رہے ہیں۔ ایک شخص نے کہا کہ ان کو چادر میں باندھ کر باہر پھینک دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ جب میں نے بیداری میں دیکھا تو مبارک احمد کو بالکل آرام ہو گیا تھا"۔(ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۱۸۱۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قبولیت دعا کا ایک اور واقعہ سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سے لیا گیا ہے۔ "میر محمد اسحٰق صاحبؓ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ وہ سخت بیمار ہو گئے اور حالت بہت تشویشناک ہو گئی اور ڈاکٹروں نے مایوسی کا اظہار کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان کے متعلق دعا فرمائی تو عین دعا کرتے ہوئے خدا کی طرف سے الہام ہوا کہ "سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ"۔ (بدر ۱۱ر مئی و الحکم ۱۷ر مئی ۱۹۰۵ء) یعنی تیری دعا قبول ہوئی اور خدائے رحیم و کریم اس بچے کے متعلق تجھے سلامتی کی بشارت دیتا ہے۔

چنانچہ اس کے جلد بعد حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بالکل توقع کے خلاف صحت یاب ہو گئے اور خدا نے اپنے مسیح کے دَم سے انہیں شفا عطا فرمائی"۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۲۸۶، ۲۸۷)

اس الہام کا ایک حصہ ہے سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ اور یہ سورۃ یٰسین کی وہ آیت ہے جس کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ نیک لوگوں کی وفات کے وقت جب تلاوت ہو رہی ہو تو اس آیت پر ان کا دم ٹوٹتا ہے۔ چنانچہ اس بات کا میں بھی گواہ ہوں۔ حضرت میر صاحب کی شدید علالت کے وقت سب اکٹھے ہوئے تھے اور آپ نزع کی حالت میں تھے۔ سورۃ یٰسین کی تلاوت جاری تھی۔ عین اس وقت جب سَلَامٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ کی آیت تلاوت کی گئی آپؓ کا دم نکل گیا۔ تو الہام کو دیکھیں کس شان کے ساتھ بار بار پورا ہوتا ہے۔ کہاں وہ وقت ان کی بیماری کا، بچپن کا اور کہاں وفات کا وقت۔

ایک روایت میاں فیض علی صاحب نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ مسجد کپور تھلہ حاجی ولی اللہ غیر احمدی لاولد نے بنائی تھی۔ اس کے دو برادرزادے تھے۔ انہوں نے حبیب الرحمٰن صاحب کو مسجد کا متولی فرمایا اور رجسٹری کرا دی۔ متولّی مسجد احمدی ہو گیا۔ جب جماعت احمدیہ کو علیحدہ نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو احمدیوں اور غیر احمدیوں میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ غیر احمدیوں نے حکام بالا اور رؤسائے شہر کے ایماء سے مسجد پر جبراً قبضہ کر لیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہم کو حکم دیا کہ اپنے حقوق کو چھوڑنا گناہ ہے۔ عدالت میں چارہ جوئی کرو۔ اس حکم کے ماتحت ہم نے عدالت میں دعویٰ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سات برس تک چلتا رہا۔ ان ایام میں جماعت احمدیہ اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرتی تھی۔ خاکسار ہمیشہ حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کرتا رہتا تھا۔ ایک دفعہ حضور دہلی سے قادیان واپس آ رہے تھے کہ لدھیانہ میں حضور کا لیکچر ہوا۔ لیکچر سننے کے لئے خاکسار اور منشی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم لدھیانہ گئے۔ لیکچر ختم ہونے پر خاکسار نے مسجد کپور تھلہ کے واسطے دعا کی درخواست کی۔ حضرت اقدس نے ارشاد فرمایا کہ "یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے تو مسجد تمہارے پاس واپس آ جائے گی"۔

اب یہ بھی خاص وقت کی نکلی ہوئی باتیں اولیاء اللہ اور انبیاء کی بعینہٖ کس طرح پوری شان سے پوری ہوتی ہیں۔ اس کی تفصیل سنئے،

"یہ سلسلہ خدا کی طرف سے ہے تو مسجد تمہارے پاس واپس آ جائے گی"۔ اس وقت چہرہ مبارک پر ایک جلال رونما تھا۔ اس پیشگوئی کو سن کر بہت خوشی ہوئی جس کا اظہار اخباروں میں بھی ہو گیا۔ میں نے تحریر و تقریر میں ہر ایک مدعا علیہ سے اس پیشگوئی کا اظہار کر دیا اور میں نے تحدی کے ساتھ مدعا علیہم پر حجت تمام کر دی کہ اپنی ہر ممکن کوشش کر لو۔ اگرچہ حکام بھی غیر احمدی ہیں جن پر تم سب کو بھروسہ ہے مگر مسجد ضرور ہمارے پاس واپس آئے گی۔ میرے اصرار پر ڈاکٹر شفاعت احمد کپور تھلہ نے وعدہ کیا کہ اگر مسجد تمہارے پاس واپس چلی گئی تو میں مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لے آؤں گا۔ میں ایک مرتبہ ضرور تالاہور گیا اور جمعہ ادا کرنے احمدیہ مسجد میں چلا گیا۔ خواجہ کمال الدین صاحب سے اس پیشگوئی کا ذکر آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ منبر پر چڑھ کر سب کو سنا دو۔ میں نے مفصّل حال اور یہ پیشگوئی احباب کو سنا دی تاکہ پیشگوئی پورا ہونے پر جماعت کو تقویتِ ایمان کا باعث ہو۔ پہلی اور دوسری دو عدالتوں میں باوجود مدعا علیہم کی کوشش و سعی کے مقدمہ احمدیوں کے حق میں ہوا۔ ڈاکٹر صادق علی ان ہر دو حکّام کا معالج خاص تھا۔ اور اس نے بڑی کوشش کی آخر اس کی اپیل

آخری عدالت میں دائر ہوئی۔ یہ حاکم غیر احمدی تھا۔ مقدمہ پیش ہونے پر اس نے حکم دے دیا کہ یہ مسجد غیر احمدی کی بنائی ہوئی ہے اس لئے اس مسجد میں احمدیوں کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیونکہ احمدی جماعت نے جدید نبی کے دعویٰ کو قبول کر لیا ہے۔ اس لئے وہ اپنی مسجد علیحدہ بنائیں۔ پرسوں مَیں حکم لکھ کر فیصلہ سناؤں گا۔ ڈاکٹر شفاعت احمد نے مجھ سے کہا: کہو صاحب! مرزا صاحب کی پیشگوئی کہاں گئی۔ مسجد کا فیصلہ تو تم نے سن لیا۔ مَیں نے اس کو جواب دیا کہ شفاعت احمد ابھی دو تین روز درمیان میں ہیں اور ہمارے تمہارے درمیان احکم الحاکمین کی ہستی ہے۔ اس بات کا انتظار کرو کہ وہ کیا فیصلہ کرتا ہے۔ یاد رکھو زمین و آسمان ٹل جائیں گے مگر خدا کی جو باتیں مسیح موعودؑ کی زبان سے نکل چکی ہیں وہ نہیں ٹلیں گی۔ میری اس تحدی سے وہ حیرت زدہ ہو گیا۔ رات کو

حبیب الرحمٰن متولّی مسجد نے خواب میں دیکھا اور جماعت کو وہ خواب بھی سنایا کہ یہ حاکم ہماری مسجد کا فیصلہ نہیں کرے گا۔ اس کا فیصلہ کرنے والا اور حاکم ہے۔ یہ خواب بھی مدعا علیہم کو سنا دی گئی۔ مدعا علیہم ہماری ان باتوں سے حیرت زدہ ہو جاتے تھے کیونکہ فیصلہ میں دو روز باقی تھے اور حاکم اپنا فیصلہ ظاہر کر چکا تھا۔ ایک احمدی کہتا ہے زمین و آسمان ٹل جائیں گے مگر مسیح موعودؑ کی پیشگوئی پوری ہو کر رہے گی۔ دوسرا کہتا ہے یہ حاکم فیصلہ نہیں کرے گا، وہ اور ہے جو فیصلہ کرے گا۔ مقررہ دن آ گیا مگر حاکم فیصلہ نہ لکھ سکا۔ دوسری تاریخ ڈال دی اور ہر پیشی پر خدا ایسے اسباب پیدا کر دیتا رہا کہ وہ حاکم فیصلہ نہ لکھ سکا۔ اس سے مخالفوں میں مایوسی پیدا ہو گئی کہ کہیں پیشگوئی پوری نہ ہو جائے۔ اسی اثنا میں عبدالسمیع احمدی نے ایک رؤیا دیکھا جو اس وقت قادیان میں موجود ہے کہ میں بازار میں جا رہا ہوں۔ راستہ میں ایک شخص مجھے ملا اور اس نے کہا کہ تمہاری مسجد کا فیصلہ کرنے والا حاکم فوت ہو گیا ہے۔ یہ خواب بھی مخالفوں کو سنا دی گئی۔ ایک ہفتہ کے بعد عبدالسمیع مذکور بازار میں جا رہا تھا کہ اسی موقع پر وہ شخص جس نے خواب میں کہا تھا کہ تمہاری مسجد کا فیصلہ کرنے والا حاکم فوت ہو گیا ہے ان کو ملا اور اس نے حاکم کی موت کی خبر دی۔

حاکم کی موت کا واقعہ یوں ہوا کہ حاکم کھانا کھا کر کچہری جانے کے واسطے تیار کر رہا تھا۔ سواری آ گئی تھی۔ خدمت گار کسی کام کے لئے باورچی خانے میں گیا ہی تھا کہ دفعتاً حرکتِ قلب بند ہوئی اور وہ حاکم وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے ماتم پر لوگ عام گفتگو کرتے تھے کہ اب ہمارے پاس مسجد کے رہنے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

اب دیکھیں اس سے بھی عظیم الشان واقعہ یہ ہوا کہ اس کے بعد ایک آریہ حاکم فیصلہ کے لئے مقرر ہوا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا شدید دشمن تھا اور وہ بھی مخالفوں کی طرف ہی مائل تھا۔ آخر وکلاء کی بحث کے بعد یہ بات قرار پائی کہ کسی انگریزی علاقہ کے بیرسٹر سے فیصلہ کی رائے لی جائے۔ پچاس روپیہ فریقین سے فیس کے لئے گئے اور اس حاکم نے اپنے قریبی رشتہ دار آریہ بیرسٹر کے پاس مشورہ کے واسطے مِسل بھیج دی۔ اس جگہ بھی غیر احمدیوں نے بیحد کوششیں کیں۔ اور یہ بات قابل غور ہے کہ مقدمہ میں کس طرح پیچ در پیچ پڑتے چلے جا رہے تھے۔ ہاں عدالت ابتدائی کے دوران میں ایک احمدی نے خواب دیکھا تھا کہ ایک مکان بنایا جا رہا ہے۔ اس کی چاروں طرف کی دیواریں غیر احمدیوں کے واسطے تعمیر کی گئی ہیں مگر چھت صرف احمدیوں کے واسطے ڈالی گئی ہے جس کے سایہ میں وہ رہیں گے۔ جس سے مراد یہ تھی کہ گو مِسل کا فیصلہ غیر احمدیوں کے حق میں لکھا جا رہا ہے لیکن جب حکم سنانے کا موقع آئے گا تو مسجد احمدیوں کو دے دی جائے گی اور یہی ہوا۔ جس طرح کوئی بالا طاقت قلم کو روک دیتی ہے اور بے اختیار حاکم کے قلم سے احمدیوں کے حق میں فیصلہ لکھا دیتی ہے اور ہر ایک عدالت میں یہی بات ہوئی۔

مَیں نے بھی خواب دیکھا کہ آسمان پر ہماری مِسل پیش ہوئی اور ہمارے حق میں فیصلہ ہوا۔ میں نے اپنا یہ خواب وکیل کو بتا دیا۔ وہ مِسل دیکھنے کے لئے عدالت گیا۔ اس نے آ کر کہا کہ تمہارا خواب بڑا عجیب ہے کہ فیصلہ ہو گیا ہے حالانکہ بیرسٹر کے پاس ابھی مِسل بھیجی بھی نہیں گئی۔ مَیں نے اس سے کہا کہ ایک سب سے بڑا حاکم ہے اس کی عدالت سے فیصلہ ہو گیا ہے۔ یہ دنیا کی عدالتیں اس کے خلاف نہیں جا سکیں گی۔ آخر اس آریہ بیرسٹر نے احمدیوں کے حق میں فیصلہ کی رائے دی اور مِسل واپس آ گئی اور حکم سنا دیا گیا۔ ہمارے وکیل نے کہا کہ ظاہری صورت میں ہم حیران تھے کہ کس طرح

مسجد تم کو مل سکتی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ تمہارے ساتھ خدا کی امداد ہے تبھی تمہیں مسجد مل گئی۔ لیکن افسوس ہے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر بھی شفاعت احمد ایمان نہ لایا"۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم صفحہ ۳۸۴ تا ۳۸۹)

صفت احیاءِ موتی کی تجلّی کے ضمن میں حضرت مرزا خدا بخش صاحبؓ یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ "قریب دو سال کا عرصہ ہوا کہ برخوردار عطاء الرحمٰن جو عاجز کا اس وقت اکلوتا بیٹا تھا...... ہمارے کسی گناہ کی شامت سے وہ اچانک ایک ایسی خطرناک بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ اس کے بچنے کی کوئی امید نہیں رہی تھی۔...... اس کے ہاتھ پاؤں کی نبض ساکت ہو چکی تھی جسم بے حس و حرکت اور سرد ہو چکا تھا اور صرف گلے میں ایک آخری سانس جو نزع کے وقت نرخرہ کی آواز کی سی ہوتی ہے باقی رہ گئی تھی، آنکھیں اندر گھس گئی تھیں اور سفید نکل آئی تھیں اور حلقے چشم کے سیاہ ہو گئے تھے۔ یہ حالت زار دیکھ کر اس کی والدہ پر رنج و غم سے غشی طاری ہو گئی تھی اور دانت دانت سے مل گئے تھے اور ہاتھ پاؤں اور جسم بھی سرد ہو گیا تھا۔ مستورات کو بچہ کی موت کا خیال تو جاتا رہا، اب اس کی ماں کی موت کا فکر ہو گیا۔ حضرت اماں جانؓ جن کو اس عاجز کی اہلیہ سے خاص انس و محبت ہے، اس نظارہ کو برداشت نہ کر کے روتی ہوئی حضرت اقدسؑ کی خدمت میں گئیں اور فرمایا کہ عطاء الرحمٰن تو مر چکا ہے لیکن اس کی ماں اس سے بھی پہلے مرتی نظر آتی ہے، کوئی صورت کرنی چاہئے جس سے وہ بچ جائے۔ حضرت اقدسؑ کو اس حادثہ جانکاہ سے سخت صدمہ پہنچا۔ اُسی وقت دعا میں مصروف ہوئے۔ ابھی سجدہ میں تھے کہ بچہ نے آنکھ کھول دی۔ اس پر مستورات کا حوصلہ بڑھا اور جھٹ اس کی ماں کے پاؤں ملنے اور عرق گلاب چھڑکنا شروع کیا اور دانت کھولنے کی بڑی کوشش کی گئی۔ بڑی دیر کے بعد انہوں نے آنکھ کھولی۔ غرض اس مصیبت کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدسؑ کی دعا سے دونوں ماں بیٹے کی جان از سر نو بخشی-("عسل مصفّٰی". طبع اول. صفحہ ۷۹۳)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

"حضرت مولوی عبدالکریم صاحبؓ کا ایک دستی خط جو اسی نوٹ بک پر انہوں نے غالباً لاہور کے احمدی احباب کے نام پنسل سے لکھا تھا وہ یہ تھا:

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مَیں کئی روز بہت بیمار رہا، صحت خراب ہو گئی ہے۔ تین روز ہوئے بشیر محمود کو سخت بخار ہوا۔ فرمایا: مَیں نے دعا کرنے کا ارادہ کیا تو میرے دل میں آیا کہ آپ (مجھے مخاطب کر کے فرمایا) بیمار ہیں اور مولوی نورالدین صاحب بھی بیمار ہیں۔ پھر تینوں کے لئے دعا کی۔ الہام ہوا "لِلْاَتْبَاعِ وَالْاَوْلَادِ" یعنی تیری اولاد اور تیرے پیرووں کے حق میں تیری دعا سنی گئی"۔(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۲۳۸)

اور اس طرح وہ تینوں اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفایاب ہوئے۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں:

"شیخ نور احمد صاحب ڈاکٹر کا بیٹا سخت بیمار ہو گیا۔ اُمّ الصِبّیان کا دورہ ہو گیا۔ حالت یاس کی پیدا ہو گئی۔ حضرت نے دعا کی، الہام ہوا "اِنَّ اللّٰہَ ذُوالْمِنَنْ"۔ لڑکا اچھا ہو گیا۔ شیخ صاحب کو مبارکباد دے دیں۔ برادران ایسا رحیم، دعا گو اور شفیع دنیا میں کوئی اور بھی ہے؟ مبارک ہے وہ جو اس کے فتراک سے وابستہ ہو"۔(ذکر حبیب مصنفہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ صفحہ ۲۳۸)

کاٹھی کے پیچھے جو ایک فیتہ ہوتا ہے جس میں شکار لٹکایا جاتا ہے اس کو فتراک کہتے ہیں۔

روایت میاں میراں بخش صاحبؓ ولد میاں رسول بخش صاحب سیالکوٹ: ہم جلسہ پر قادیان گئے تھے وہاں جا کر بیعت کی۔ حضور فرمایا کرتے تھے کہ یہاں بار بار آیا کرو۔ یہ مسیح کا زمانہ ہے جس کی لوگ انتظار کرتے تھے۔ یہ پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔

ایک دفعہ مَیں سخت بیمار ہو گیا تھا یہاں تک کہ صرف پنجر رہ گیا تھا۔ مَیں نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے لکھا۔ حضور کی طرف سے جواب آیا کہ دعا کی گئی اللہ تعالیٰ شفا دے گا۔ اس کے بعد مَیں خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھا ہو گیا۔ حالانکہ بڑے بڑے لائق حکیم لاعلاج سمجھ چکے تھے اور علاج بند کر دیا تھا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۱۵۸)

ایک روایت حضرت چوہدری احمد دین صاحب وکیل گجرات کی ہے:

"میاں غلام محمد صاحب کو ایک عصبی درد اٹھا کرتا تھا جو سر سے ہو کر آنکھ کے پاس سے گزرتا ہوا بعض ڈاڑھوں سے ہو کر ٹھوڑی تک پہنچتا تھا اور درد کے وقت ان کی حالت یہ ہو جاتی تھی کہ اپنے دونوں ہاتھوں سے وہ سر اور آنکھ اور ٹھوڑی کو بوجہ شدت تکلیف کے دبا کر گردن کو نیچے جھکا لیتے تھے اور دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کو نہایت ہی سخت تکلیف ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی اس بیماری کا کئی جگہ سے علاج کرایا۔ جہاں جہاں بھی انہوں نے طبیبوں اور ڈاکٹروں سے علاج کرایا کہیں سے بھی افاقہ کی صورت نہ ہو سکی۔ چنانچہ اس تکلیف میں سالہا سال گزر گئے۔ انہوں نے اس کے متعلق یہ بھی ذکر کیا کہ اس بیماری کا ڈاکٹروں اور طبیبوں کو کچھ بھی پتہ نہیں لگ سکا کہ یہ کیا بیماری ہے اور اس کا سبب کیا ہے؟ آخر ایک دن مَیں نے انہیں کہا کہ اگر آپ قادیان چلیں تو وہاں حضرت

مولانا نورالدین صاحبؓ سے بھی علاج کروا کر دیکھیں۔ شاید فائدہ ہو جائے اور حضرت اقدس سے بھی دعا کرائیں۔ چنانچہ وہ قادیان میں گئے۔ میں وہاں موجود تھا۔ وہ کچھ عرصہ تک حضرت مولوی صاحب سے دوائی لے کر استعمال کرتے رہے لیکن ان کو کچھ افاقہ نہ ہوا۔ ایک دن مَیں نے ایک پنجابی نظم لکھ کر جو میاں غلام محمد صاحب کی طرف سے تھی اور بغرض درخواست دعا تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور اس وقت پیش کی جبکہ حضور سیر سے واپس تشریف لائے۔ اور سیڑھیوں پر چڑھ کر دروازے کے ساتھ کے چھوٹے صحن میں داخل ہوئے جس سے آگے مکان والا دروازہ ہے۔ جب حضرت اقدس نے دروازے کے اندر دو تین ہی قدم اٹھائے ہونگے کہ ہم دونوں حضور کے آگے پیش ہو گئے۔ اور وہ رقعہ درخواست دعا والا پیش کر دیا۔ اس کا آخری شعر جو میاں غلام محمد کی طرف سے مَیں نے لکھا تھا وہ اب تک مجھے یاد ہے اور میاں غلام محمد صاحب مرحوم بھی زندگی بھر اس شعر کو پڑھا کرتے تھے۔ وہ شعر یہ ہے ۔

نام غلام محمد میرا مَیں تیریاں وچ غلاماں
بھرکے نظر کرم دی مَیں وَل تکیں پاک اماما

اس شعر کو پڑھ کر حضور نے ان کی طرف مخاطب کر کے فرمایا۔ آپ کا نام غلام محمد ہے؟ پھر میری طرف توجہ فرما کر فرمایا کہ یہ نظم آپ نے لکھی ہے؟ میں نے عرض کیا حضور مَیں نے ہی لکھی ہے۔ حضور نے میاں غلام محمد کی طرف اچھی طرح سے بنظر شفقت دیکھا اور فرمایا کہ ہم دعا کریں گے۔ اس کے بعد ہم نیچے اتر آئے اور غلام محمد کو اسی وقت سے افاقہ ہو گیا اور اور اس کی تکلیف رفع دفع ہو گئی اور پھر عرصہ دراز تک اس تکلیف نے عود نہ کیا۔ یہ مسیحائی اعجاز بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانہائے برکت و صداقت سے ہے۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۷۲، ۷۳)

حضرت مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اپنے ایک مضمون میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعجازی شفا کے واقعات بیان کرتے ہوئے لکھا کہ :-

"آج دمشق میں سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میری والدہ صاحبہ سیدہ بیگم کی بیعت کا باعث یہ ہوا کہ والد صاحب نے پہلے پوشیدہ طور پر بیعت کی ہوئی تھی اور کسی کو اپنی بیعت کی خبر نہیں دی۔ انہی ایام میں جبکہ وہ بیعت کر کے آئے ہوئے تھے۔ والدہ صاحبہ مرض سل سے بیمار تھیں اور پانچ چھ مہینے کے اندر آپ کی حالت دگرگوں ہو گئی تھی۔

یاد رکھیں اُس زمانہ میں سِل کا کوئی علاج نہیں ہوا کرتا تھا۔ آج کل تو کئی دوائیں ایجاد ہو چکی ہیں لیکن اُس زمانے میں کوئی علاج نہیں تھا۔

آخری رات مایوسی کی وہ تھی جبکہ والد صاحب سیالکوٹ کسی شہادت پر گئے ہوئے تھے اور والدہ صاحبہ بیماری سے اس قدر لاچار ہو گئیں کہ چارپائی سے اٹھنا بھی محال تھا۔ اور مجھے یاد ہے کہ ایک رات جبکہ ہم سمجھتے تھے کہ آج آخری رات ہے۔ ہم سب بہن بھائی چارپائی کے اردگرد کھڑے رو رہے تھے۔ جب گیارہ بارہ بجے کے قریب میں سونے کے کمرے میں گیا تو مجھے یقین تھا کہ صبح والدہ صاحبہ کو زندہ نہیں پائیں گے۔ جب صبح ہوئی تو میں حضرت والدہ صاحبہ کے پاس گیا تو آپ کو اطمینان کی حالت میں پایا۔ دیکھ کر ہمیں نہایت ہی تعجب ہوا کہ وہ بخار ہے نہ کھانسی ہے نہ بلغم ہے۔ آپ نے ہم کو دیکھ کر فرمایا کہ مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں صحت یاب ہو جاؤں گی اور اس بیماری سے فوت نہیں ہوں گی۔ اور اس پر اپنا اس رات کا خواب سنایا کہ میں نے آج رات حضرت مسیح موعودؑ کو دیکھا ہے کہ بہت سی مخلوقات ہے اور سب طرف لوگ کہہ رہے ہیں کہ حضرت مہدیؑ تشریف لے آئے۔ اتنے میں کیا دیکھتی ہوں کہ ایک شخص کثیر التعداد آدمیوں کے ساتھ چلے آرہے ہیں اور ان کے اوپر دو شخصوں نے دائیں بائیں سے چتر تانا ہوا ہے۔ والدہ صاحبہ نے یہ سن کر کہ یہ مہدی ہیں اپنی انگلی سے ان کو مخاطب کرتے ہوئے اپنے سینے کی طرف اشارہ کیا کہ اگر آپ مہدی موعود ہیں تو میرے لئے دعا کریں کہ میں شفا پا جاؤں۔ اس پر حضرت مہدی نے ایک آبخورہ میں پانی دم کر کے ایک چھوٹے سے بچے کے ہاتھ بھیجا اور کہا کہ یہ پی لو شفا ہو جائے گی اور یہ شفا اس بات کی علامت ہو گی کہ جس کا انتظار کیا جاتا ہے، وہ آ گیا ہے۔ فرمانے لگے کہ اس خواب کے بعد جب میری آنکھ کھلی ہے تو تمام بیماری کے آثار میں تخفیف پاتی ہوں اور اس وقت سے چند ہفتے کے اندر ہی آپ کو شفا ہو گئی۔ وہ دن جب باہر نکل کر چلی ہیں، ہمارے لئے عید کا دن تھا۔

والد صاحب کو جب انہوں نے اپنا خواب سنایا تو والد صاحب نے کہا کہ وہ مہدی فی الحقیقت آ گئے ہیں اور اُسی وقت ایک رقعہ میں یہ خواب لکھ کر ایک میرے ماموں زاد بھائی کے ہاتھ قادیان کی طرف بھیج دیا۔ چنانچہ حضورؑ نے دعا کی اور والد صاحب کو لکھ بھیجا کہ میں نے دعا کی ہے، انشاء اللہ شفا ہو جائے گی۔

حضرت والدہ صاحبہ نے اس خط میں ہی اپنی بیعت کر لی تھی۔ شفا ہونے کے بعد خواب میں حضرت مسیح موعودؑ کو دوبارہ دیکھا۔ (الحکم ۲۸ر جولائی ۱۹۳۸ء)

روایت حضرت مولوی غلام نبی صاحب سابق مدرس مدرسہ احمدیہ:

"جب کہ قادیان میں طاعون پڑی۔ مَیں بھی بموجب حکم اپنی بیمار بیوی کو باہر لے گیا تھا۔ اور بیوی ایسی بیمار ہوئی کہ اس کی زندگی صرف چھاتی کے سانس سے معلوم ہوتی تھی۔ باقی دھڑ مُردہ ہو چکا تھا۔ بازار میں سوم راج، بھگت راج اور اچھر ملے جنہوں نے شبعہ چنتک اخبار نکالا تھا۔ اور پوچھا کہ کہاں جارہے ہو۔ میں نے کہا میری بیوی طاعون سے بیمار ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مذاق سے ذکر کرتے ہوئے کہا کہ اس نے تو لکھا ہے کہ میں نے کشتی بنائی ہے تم اس میں کیوں نہ بیٹھ گئے۔ مَیں نے کہا کہ ہم تو کشتی میں ہی بیٹھے ہیں مگر تم وہ مٹیرے بناؤ جو نوح کے وقت مخالفوں نے بنائے تھے اور ان میں بیٹھنے والے غرق ہوئے۔ سو جب حضور سے بیماری کا ذکر کیا تو حضور نے مجھے سیڑھیوں میں ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم بیماری والے گھر سے آئے ہو۔ مَیں نے حضور سے بھگت رام وغیرہ کی بات کا ذکر کیا۔ حضور نے فرمایا دیکھو مسیح مُردے زندہ کرتا تھا لیکن وہ حقیقی مُردے نہ ہوتے تھے۔ وہ اسی قسم کے تھے جو اس وقت ہماری جماعت میں ہیں۔ ایک ٹھیکیدار کی بیوی اور دوسرے محمد دین۔ (ماسٹر محمد دین جو اس وقت طالبعلم تھے اور آج کل ۱۹۳۳ء میں ہیڈ ماسٹر ہائی سکول ہیں) جب میں دوا لے کر آیا تو اس وقت بیوی بیہوش تھی۔ اس بے ہوشی میں دو بجے تک رہی اور حضور نے دوا دیتے وقت فرمایا کہ ہم بھی دعا کرتے ہیں تم بھی دعا کرو۔ دوائی سفید رنگ کی مسور کے دانوں کے برابر تھی۔ ۲ بجے رات کو مجھے آواز آئی کہ "خطرہ نہ کرو" اور بیوی نے ہوش میں آکر کہا "جی مجھے پانی دو"۔ میں نے دوائی بید مشک کے عرق کے ساتھ بیوی کو کھلا دی۔ قریباً تین بجے ہونگے جبکہ بیوی نے کہا کہ مجھے اٹھاؤ۔ جب بٹھایا اور مَیں نے گھر میں ہی نماز پڑھی اور قرآن شریف لے کر نکلا تھا کہ آواز آئی کہ ٹھیکیدار باہر آؤ۔ سوم راج، اچھر اور ملاوامل کا نواسہ مر گئے ہیں ان کو جلانے کے لئے لکڑی دو۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۲۸۴، ۲۸۵)

روایت حضرت میاں رحمت اللہ صاحبؓ سکنہ طغل والہ حال ریتی چھلہ قادیان:-

"میری چھوٹی ہمشیرہ کو طاعون ہو گئی جو کہ اس وقت خدا تعالیٰ کے فضل سے زندہ موجود ہے۔ دو دن بالکل بول نہ سکی۔ تیسرے یوم کچھ ہوش آیا۔ اشارہ سے کہا کہ مجھے خواب آیا ہے مسیح موعود علیہ السلام ہمارے گھر میں آئے ہیں۔ میرے بدن پر پھونک ماری ہے۔ میں اسی وقت قادیان پہنچ گیا۔ سارا حال حضرت کو سنایا۔ حضور نے فرمایا کہ بس اللہ تعالیٰ نے فضل کر دیا۔ گھبرانے کی بات نہیں۔ مجھے ہدایت فرمائی کہ طغل والہ سے ان دنوں میں قادیان نہ آویں اور میں آپ کے لئے اور آپ کے گھر کے لئے دعا کروں گا۔ دعا کے لئے ہدایت فرمائی کہ یہ دعا کثرت سے پڑھا کرو رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ اور استغفار اور یہ دعا بِسْمِ اللّٰهِ هُوَالْكَافِي ، بِسْمِ اللّٰهِ هُوَالشَّافِيْ ، بِسْمِ اللّٰهِ اشْفِنِیْ اور درود شریف۔ فرمایا کرتے تھے کہ یہ دعا اللہ تعالیٰ نے مجھے انہی دنوں کے لئے سکھائی تھی۔ (رجسٹر روایات نمبر ۸)

روایت حضرت میاں گوہر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں بھاگو قادر آباد (نواں پنڈ) متصل قادیان:-

"مرزا سلطان احمد کی بستی میں ایک نوجوان کو طاعون کی مرض ہوئی۔ تب خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور میں آکر عرض کی کہ حضور ہمارے گاؤں میں طاعون آ گئی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جا کر چھت پر کھڑے ہو کر یہ اعلان کر دو کہ لوگو! تین گھنٹہ کے اندر اندر میرے ساتھ ایک مہینہ کی رسد لے کر اور اپنا تمام سامان وغیرہ لے کر گاؤں سے باہر جا کر ڈیرہ لگانے کے لئے جو میرے ساتھ آئے گا وہ تو میرے ساتھ رہے گا اور جو اس کے بعد آئے گا اس کو ہرگز پاس نہ رہنے دینا۔ چنانچہ مَیں نے ایسا ہی کیا اور میرے ساتھ کُل ایک گھر سے آدمی شریک ہوئے اور باقی لوگوں نے ضد کی۔ آخر وہ بھی چند دنوں کے بعد گاؤں سے باہر رہائش اختیار کرنے کے لئے نکلے تو مَیں نے کسی کو بھی پاس نہ رہنے دیا۔ انہوں نے علیحدہ ڈیرہ رکھا۔ میرے گھر کا اور میرے ساتھ نکلنے والوں کا کوئی آدمی بھی نہیں مرا، نہ بیمار ہوا۔ باقی گاؤں کا گاؤں ہی قریباً تباہ ہو گیا۔ کچھ تو مر گئے اور بہت سارے بیمار پڑے تھے۔ صرف تین آدمی تندرست تھے۔ میرے کہنے پر انہوں نے خواہش کی کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حضور جا کر دعا کراتے ہیں۔ چنانچہ میں ان تینوں کو ساتھ لے کر آیا اور حضور کو مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر ملا اور ان شخصوں کا ذکر کیا۔ حضور نے ان تینوں شخصوں کو اپنے پاس بلوایا اور ان سے فرمایا کہ میں اب تو دعا کرتا ہوں اور انشاء اللہ خدا تعالیٰ قبول فرمائے گا، پر سچے دل

سے مسلمان ہو جاؤ تاکہ اس عذاب سے بچ جاؤ۔ اس کے بعد وہ خود محفوظ رہ گئے اور ان کے گھر کے آدمی جو بیمار پڑے تھے بغیر کسی دوائی کے اسی دن سے ہی تندرست ہونے شروع ہو گئے.........."۔

(رجسٹر روایات نمبر ۸)

روایت حضرت چوہدری فضل محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دکاندار ہرسیاں والے مہاجر قادیان:۔

"ایک دفعہ حضور سیر کے واسطے باہر گئے اور میں بھی ساتھ تھا۔ جب واپس تشریف لائے اور اندر گھر میں داخل ہونے لگے تو میں نے جھٹ آگے ہو کر عرض کی کہ حضور میں نے سنا ہے کہ پہلے زمانہ میں بزرگ اگر کسی کو کچھ تکلیف ہوتی تھی تو اس پر وہ اپنے منہ کی لعاب لگا دیا کرتے تھے تو اس کو شفا ہو جاتی تھی۔ میری آنکھوں پر ہمیشہ پھنسیاں نکلتی رہتی ہیں۔ اس پر حضور مسکرا پڑے اور کچھ پڑھ کر آنکھوں پر دم کیا۔ اس روز سے آج تک پینتیس برس گزر گئے میری آنکھ پر کبھی پھنسی نہیں ہوئی بلکہ میری آنکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کبھی دُکھنے ہی نہیں آئیں، الحمدللہ۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۴)

آپ مزید بیان فرماتے ہیں:

"میں نے دیکھا کہ حضور میری طرف متوجہ ہیں تو میں نے موقعہ پاکر عرض کی کہ حضور میری بائیں ران پر ایک گلٹی ہے اور بہت مدت سے ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ یہ کسی وقت تکلیف نہ دے۔ اس وقت حضور کی زبان مبارک سے نکلا "تکلیف نہیں دے گی آرام آ جائے گا"۔ اس پر ایک دوائی کا نام لیا جو مجھے یاد نہ رہا۔ اس کے کچھ دن بعد اس گلٹی میں درد ہونی شروع ہوئی۔ مجھے خیال آیا کہ حضور نے جو دوائی بتلائی تھی اس کا نام بھی بھول گیا ہوں۔ حیران تھا کہ کیا کروں۔ اتنے میں دو تین دن کے بعد وہ گلٹی اوپر سے کھل گئی اور پھٹ کر باہر نکل آئی اور دو تین دن کے بعد زخم صاف ہو گیا"۔

(رجسٹر روایات نمبر ۱۴)

حضرت شیخ محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد غلام رسول صاحب پنشنر سب جج اسلامیہ پارک لاہور بیان کرتے ہیں:

"میری بیعت ۱۹۰۱ء یا ۱۹۰۲ء کی ہے۔ میں نے حضور کو بیعت سے پہلے بھی دیکھا اور بیعت کے بعد آپ کی زیارت کرتا رہا۔ آپ کے جنازہ پر بھی موجود تھا۔ حالات درج ذیل ہیں۔

ایک دفعہ حضور اقدس غالباً جنوری کا مہینہ تھا۔ سن یاد نہیں۔ میاں چراغ الدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد میاں محمد حسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرہم عیسیٰ کے مکان پر رات کے وقت ٹھہرے ہوئے تھے۔ رات دس بجے کے قریب کا وقت تھا۔ اس سال بارش نہیں ہوئی تھی۔ حاضرین میں سے کسی نے کہا کہ حضور دعا کریں کہ بارش ہو کیونکہ بارش کے نہ ہونے کی وجہ سے قحط کے آثار نظر آ رہے ہیں۔ حضور نے دعا کی، نہ کوئی جواب دیا اور باتیں ہوتی رہیں۔ پھر اسی نے یا کسی اور نے بارش کے لئے دعا کو کہا مگر پھر بھی حضور نے کوئی توجہ نہ کی۔ کچھ دیر کے بعد پھر تیسری دفعہ پھر کسی نے دعا کے لئے کہا تو حضور نے ہاتھ اٹھائے۔ اس وقت چاند کی روشنی ہو رہی تھی اور آسمان بالکل صاف تھا، بادل کا نام نشان نہ تھا۔ یونہی کہ حضور نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے ایک چھوٹی سی بدلی نمودار ہوئی اور بارش کی بوندیں پڑنی شروع ہو گئیں۔ ادھر حضور نے دعا ختم کی بارش بند ہو گئی۔ بارش صرف چند منٹ ہی ہوئی اور آسمان صاف ہو گیا۔ یہ واقعہ میری موجودگی میں ہوا"۔

(روایت حضرت شیخ محمد حسین صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۱۶۲)

یہ جو بارش کا واقعہ انہوں نے بیان فرمایا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر میں اس وقت سب پر موسلادھار بارش مقدر نہیں تھی۔ صرف ان کو یہ دکھانے کے لئے کہ دعا قبول ہو جاتی ہے یہ معجزہ دکھایا گیا۔

حضرت محمد علی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد حسین بخش صاحب آف لاہور بیان کرتے ہیں: "جن دنوں میں حضور کے دست مبارک پر میں نے بیعت کی ان دنوں میں میں تھیٹریکل کمپنی میں ملازم تھا۔ بیعت کے چند روز کے بعد میں نے حضور سے عرض کی کہ حضور مجھے اس ملازمت سے کراہت سی پیدا ہو گئی ہے اس لئے میرا ارادہ ملازمت چھوڑنے کا ہے۔ فرمایا ہرگز نہ چھوڑنا۔ روزگار منجانب اللہ ہوتا ہے۔ آپ کے لئے دعا کی جائے گی۔ حضور کی استجابت دعا کا یہ حال تھا کہ تھوڑے عرصہ کے بعد مجھے تھیٹر سے پرنٹنگ پریس میں بدل دیا گیا۔ کیونکہ خاکسار کمپوزیٹر کے کام سے واقف تھا۔ اور تھیٹر بھی سرکاری تھا اور پریس بھی سرکاری۔ یہ واقع ریاست جموں کا ہے"۔

(روایت حضرت محمد علی صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۱۵۷)

حضرت نور محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد صالح محمد صاحب کھوکھر، امیر پور ضلع ملتان بیان کرتے ہیں:

"ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ حاجی محمد کملانہ پر قتل کا مقدمہ بن گیا۔ حاجی محمد صاحب نے میرے بھائی کو حضور کی خدمت میں دعا کے لئے روانہ کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ جب تک حضور آپ کو رخصت نہ کریں اس وقت تک وہیں رہیں۔ اور ہر روز دعا کی درخواست کرتے رہیں۔ میرا بھائی ایک ماہ سے زائد دن قادیان رہا اور روزانہ دعا کی درخواست کرتا رہا۔ جس دن حاجی محمد کملانہ سکنہ بستی وریام ضلع جھنگ مقدمہ سے بری ہوا اسی روز حضور نے میرے بھائی کو اجازت فرمائی اور وہ حاجی محمد صاحب کے بری ہونے کے دن قادیان سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے۔ یہ ہے حضور کی دعاؤں کا نتیجہ اور حضور کی باطنی صفائی کہ ایک ماہ سے زائد میرا بھائی قادیان رہا مگر حضور نے حاجی محمد صاحب کے بری ہونے کے روز تک رخصت نہ فرمایا"۔

(روایت حضرت نور محمد صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۱۵۰، ۱۵۱)

حضرت حکیم اللہ دتا صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد نظام الدین صاحب بیان کرتے ہیں:

"میر عابد علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدوملہی کے رہنے والے تھے انہوں نے بیان کیا کہ حضور لاہور تشریف لے گئے تھے۔ میرا ایک دوست جس کا نام سرفراز خان تھا اس نے کہا کہ تمہارا جو مسیح ہے ان کے پاس میرے لئے دعا کی درخواست کرنا کہ خدا تعالیٰ مجھ کو ہدایت دے۔ حضور اس وقت لاہور میں تھے اور ٹہل رہے تھے تو میں نے عرض کیا کہ سرفراز خان کے لئے دعا کی جاوے۔ حضور نے اسی وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ جس وقت حضور نے دعا کی اسی وقت اس نے بیعت کے لئے خط ڈال دیا۔ میر عابد علی شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اپنے گاؤں کو گئے تو کہا کہ میں نے تیرے لئے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی تھی۔ سرفراز خان نے کہا کہ میں نے گھڑی رکھ کر خط بیعت لکھا تھا اور شاہ صاحب نے کہا کہ عین اسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تیرے لئے دعا فرمائی تھی"۔

(روایت حضرت حکیم اللہ دتا صاحبؓ رجسٹر روایات نمبر ۱ صفحہ ۱۰۴، ۱۰۵)

مولوی رحیم بخش صاحب ایم۔اے نے کہا کہ: "میرا دادا جسے لوگ عام طور پر خلیفہ کہتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا سخت مخالف تھا اور آپ کے حق میں بہت بدزبانی کیا کرتا تھا۔ اور والد صاحب کو بہت تنگ کیا کرتا تھا۔ والد صاحب نے اس سے تنگ آ کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دعا کے لئے خط لکھا۔ حضرت مسیح موعودؑ کا جواب گیا کہ ہم نے دعا کی ہے۔ والد صاحب نے یہ خط تمام محلہ والوں کو دکھا دیا اور کہا کہ حضرت صاحب نے دعا کی ہے اب دیکھ لینا خلیفہ گالیاں نہیں دے گا۔ دوسرے تیسرے دن جمعہ تھا۔ ہمارا دادا حسب دستور غیر احمدیوں کے ساتھ جمعہ پڑھنے گیا مگر وہاں سے واپس آ کر غیر معمولی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق خاموش رہا۔ حالانکہ اس کی عادت تھی کہ جمعہ کی نماز پڑھ کر گھر آنے کے بعد خصوصاً گالیاں دیا کرتا تھا۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تم آج مرزا صاحب کے متعلق خاموش کیوں ہو؟ اس نے کہا کسی کے متعلق بدزبانی کرنے سے کیا حاصل ہے اور مولوی نے تو آج جمعہ میں وعظ کیا ہے کہ کوئی شخص اپنی جگہ کیسا ہی برا ہو ہمیں بدزبانی نہیں کرنی چاہئے۔ لوگوں نے کہا اچھا یہ بات ہے؟ ہمیشہ تو تم گالیاں دیتے تھے اور آج تمہارا یہ خیال ہو گیا ہے۔ بلکہ اصل میں بات یہ ہے کہ بابو (میرے والد صاحب کو لوگ بابو کہا کرتے تھے) کل ہی ایک خط دکھا رہا تھا کہ قادیان سے آیا ہے اور کہتا تھا کہ اب خلیفہ گالی نہیں دے گا۔ مولوی رحیم بخش صاحب کہتے ہیں کہ اس کے بعد باوجود کئی دفعہ مخالفوں کے بھڑکانے کے میرے دادا نے کبھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق بدزبانی نہیں کی اور کبھی میرے والد صاحب کو احمدیت کی وجہ سے تنگ نہیں کیا"۔ (سیرت المہدی حصہ اول صفحہ ۶۵۔ روایت نمبر ۸۰)

ایک اور واقعہ: "ایک دفعہ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام چہل قدمی سے واپس آ کر اپنے مکان میں داخل ہو رہے تھے کسی سائل نے دور سے سوال کیا مگر اس وقت ملنے والوں کی آوازوں میں اُس سائل کی آواز گم ہو کر رہ گئی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام اندر چلے گئے۔ مگر تھوڑی دیر کے بعد جب لوگوں کی آوازوں سے دور ہو جانے کی وجہ سے حضرت مسیح موعودؑ کے کانوں میں اس سائل کی دکھ بھری آواز کی گونج اٹھی تو آپ نے باہر آ کر پوچھا کہ ایک سائل نے سوال کیا تھا وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت وہ تو اسی وقت یہاں سے چلا گیا تھا۔ اس کے بعد آپ اندرون خانہ تشریف لے گئے مگر دل بے چین تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد دروازہ پر اسی سائل کی پھر آواز آئی اور آپ لپک کر باہر آئے اور اس کے ہاتھ پر کچھ رقم رکھ دی اور ساتھ ہی فرمایا کہ میری طبیعت اس سائل کی وجہ سے بے چین تھی اور میں نے دعا بھی کی تھی کہ خدا اُسے واپس لائے"۔

(سیرت طیبہ از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ صفحہ ۷۲، ۷۳)

روایت حضرت ملک برکت علی صاحب ولد ملک وزیر بخش صاحب:

"ایک دفعہ جب کہ میں بھوچرا بنگلہ نہر لوئر جہلم ضلع سرگودھا میں تھا کہ ایک سب ڈویژنل افسر مسٹر ہاورڈ میرے خلاف ہو گیا۔ میں نے حضرت اقدس کی خدمت میں دعا کے لئے درخواست کی۔ حضور کی طرف سے ایک کارڈ پر جواب آیا کہ "دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ رحم کرے گا"۔ اتفاق سے یہ خط ایک شخص پرسرام کے ہاتھ میں آ گیا اور اس نے پڑھ لیا۔ اس نے مجھے آ کر کہا کہ مقدمہ آپ کے حق میں ہو گیا ہے اور آپ بری ہو گئے ہیں۔ میں حیران ہوا اور پوچھا کہ آپ کو کیسے علم ہوا۔ اس نے وہ کارڈ مجھے دیا اور کہا اس پر لکھا ہوا ہے۔ میں نے اسے پڑھا اور کہا یہاں تو یہ نہیں لکھا کہ آپ بری ہو گئے ہیں۔ وہ بولا کہ اتنے بڑے خدا کے بندے نے آپ

باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

کے لئے دعا کی ہے بھلا اب کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ بری نہ ہوں۔ چنانچہ اس خط کے مطابق تھوڑے ہی عرصہ کے بعد میں بَری ہو گیا اور باوجود اس بات کے کہ مَیں کلرک تھا اور جھگڑا ایک انگریز سب ڈویژنل افسر کے ساتھ تھا مگر اس مقدمہ کی تفتیش کے لئے سپرنٹنڈنٹ اور چیف انجینئر مسٹر بینٹسن تک آئے اور خوب اچھی طرح سے انکوائری کی اور مجھے بَری کیا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۱۰ صفحہ ۵۹،۵۸)

روایت حضرت ڈاکٹر عطر دین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ عرض کرتے ہیں مَیں نے حضور کی خدمت میں دعا کے لئے عرض کیا۔ حضور نے فرمایا تین دفعہ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً پڑھ لیں۔ پھر اندر جا کر امتحان دے دینا۔ چنانچہ ایسا ہی کیا اور خاکسار پاس ہو گیا۔

(رجسٹر روایات نمبر ۷ صفحہ ۲۴۶)

ایک روایت حضرت قاری غلام یٰسین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سکنہ رسول پور ضلع گجرات کی ہے: "جب مَیں نے بیعت کی تو مَیں نے محمد حیات کو چونکہ میرا دوست تھا کہا کہ مَیں نے امام مہدی کو مان لیا ہے اور بیعت کر لی ہے تُو میرا دوست ہے تُو بھی اسے سچا مان اور بیعت کر لے۔ اس نے کہا کہ مَیں سچا مان لیتا ہوں مگر شرط یہ ہے کہ اگر وہ سچا ہے تو جو مقدمہ فوجداری مجھ پر دائر ہے اس مقدمہ میں مجھے کوئی نہ پوچھے تو میں بیعت کر لوں گا۔ غلام قادر نے کہا ایسا کرنا تو مناسب نہیں البتہ ہم حضرت صاحب کو دعا کے لئے خط لکھتے ہیں۔ اس نے کہا خط لکھو یا نہ لکھو میری شرط یہی ہے کہ مجھے کوئی نہ پوچھے۔ خیر غلام قادر نے دعا کے لئے خط لکھ دیا۔ اس پر مقدمہ اس لئے تھا کہ ایک بیوہ سے اس نے نکاح کیا اور اب بیوہ کے دیور نے اس پر اغوا کا جھوٹا مقدمہ دائر کیا ہوا تھا اور وارنٹ کی تعمیل ہو کر تاریخ مقرر تھی۔ اس پر حیات نے کہا کہ اگر امام مہدی سچا ہے تو مجھے کوئی نہ پوچھے۔ اور غلام قادر اس شرط کو نامناسب خیال کرتا تھا۔ اس نے دعا کے لئے خط لکھا۔ جب تاریخ پر حاضر ہوئے تو مدعی بھی موجود تھا۔ لیکن بُلاوا نہیں ہوا۔ آخر کچہری برخواست ہو گئی اور حیات گھر آ گیا اور غلام قادر کو کہا کہ یقیناً امام مہدی سچا ہے اور مَیں نے مان لیا ہے میری بیعت کا خط فوراً ہی لکھ دو۔ چنانچہ اس نے بیعت کا خط لکھ دیا۔ حیات خوشی میں آ کر گلیوں میں پھرتا اور لوگوں کو کہتا امام مہدی آ گیا ہے مان لو۔ مَیں نے مان لیا ہے۔ مَیں نے شرط رکھی تھی کہ اگر وہ سچا ہے تو مجھ مقدمہ میں کوئی نہ پوچھے۔ سو مَیں تاریخ پر گیا ہوں مگر مجھے کسی نے نہیں پوچھا۔ وہ بڑا خوش تھا اور لوگوں کو کہتا تھا کہ لوگو بیعت کر لو۔ امام مہدی جس کی انتظار کرتے تھے آ گیا۔ لوگ حیران تھے کہ اس کو کیوں نہیں پوچھا گیا۔ آخر مدعی نے پڑتال کی کہ میری مِسل کہاں ہے۔ سر رشتہ دار وغیرہ نے بہت پڑتال کی مِسل دفتر میں کوئی نہ تھی۔ مدعی نے ازسرِ نو پھر دعویٰ کیا اور پھر وارنٹ کی تعمیل ہو کر تاریخ مقرر ہوئی۔ اب گاؤں والوں کا داؤ چل گیا اور لوگ تمسخر پر تمسخر اڑاتے اور کہتے اب تمہارے مرزے کو دیکھتے ہیں۔ وہ کہتا وہ یقیناً سچا ہے۔ مَیں نے دل سے مان لیا ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اب بھی مجھے کوئی نہ پوچھے گا۔ آخر پھر تاریخ مقررہ پر حاضر ہوئے اور تماش بین بھی ساتھ گئے۔ عدالت کی طرف سے مدعی کو بلاوا ہوا مدعی حاضر نہ تھا۔ دو تین دفعہ بلاوا ہوا۔ کوئی نہ بولا اور حیات تو موجود تھا۔ آخر کچہری برخواست ہونے پر حیات گھر آ گیا اور پھر لوگوں کو شرمندہ کرتا تھا اور کہتا تھا دیکھو اب بھی مجھے کسی نے نہیں پوچھا۔ اب بھی تم کو کچھ شک باقی رہ گیا ہے۔ غرض غلام قادر اور حیات نے سوچا کہ معلوم تو کریں مدعی کیوں حاضر نہیں ہوا۔ مدعی کا گاؤں فاصلہ پر تھا اور ان دنوں طاعون کا زور تھا۔ دریافت پر معلوم ہوا کہ تاریخ کے روز وہ طاعون سے مر گیا تھا۔ (رجسٹر روایات نمبر ۸ صفحہ ۲۲۳ تا ۲۲۵)

اللہ تعالیٰ اس زمانے کے شریر مولویوں کو عقل دے۔ اتنے عظیم الشان واقعات ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کہ پے بہ پے قبولیت دعا کے اتنے نمونے ملتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے۔

آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعا کے متعلق ایک تحریر پیش کرتا ہوں:

"دعا کرنے والوں کو خدا معجزہ دکھائے گا اور مانگنے والوں کو ایک خارق عادت نعمت دی جائے گی۔ دعا خدا سے آتی ہے اور خدا کی طرف ہی جاتی ہے۔ دعا سے خدا ایسا نزدیک ہو جاتا ہے جیسا کہ تمہاری جان تم سے نزدیک ہے۔ دعا کی پہلی نعمت یہ ہے کہ انسان میں پاک تبدیلی پیدا ہوتی ہے۔ پھر اس تبدیلی سے خدا بھی اپنی صفات میں تبدیلی کرتا ہے اور اس کے صفات غیر متبدل ہیں مگر تبدیلی یافتہ کے لئے اُس کی ایک الگ تجلّی ہے جس کو دنیا نہیں جانتی۔ گویا وہ اَور خدا ہے حالانکہ اَور کوئی خدا نہیں۔ مگر نئی تجلّی نئے رنگ میں اس کو ظاہر کرتی ہے۔ تب اس خاص تجلّی کے شان میں اس تبدیل یافتہ کے لئے وہ کام کرتا ہے جو دوسروں کے لئے نہیں کرتا۔ یہی وہ خوارق ہے۔

غرض دُعا وہ اکسیر ہے جو ایک مشتِ خاک کو کیمیا کر دیتی ہے اور وہ ایک پانی ہے جو اندرونی غلاظتوں کو دھو دیتا ہے۔ اس دعا کے ساتھ روح پگھلتی ہے اور پانی کی طرح بہہ کر آستانہ حضرتِ احدیت پر گرتی ہے۔" (روحانی خزائن جلد ۲۰۔ صفحہ ۲۲۳)

❋❋❋❋..........❋❋❋❋